بسم اللہ الرحمن الرحیم
یا اللہ جل جلالہ
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے شرعی جواز پر دلائل
مؤلف
افتخار الحسن میاں
طالب دعا
محمد نواز گوندل و فرید نواز گوندل
محمد مصطفی گوندل اسلام آباد

خوشخبری

مسلک اہلسنت و جماعت کے عقائد و نظریات۔۔۔

بد مذہبوں کے باطلہ عقائد اور ان کے رد۔۔۔

اہلسنت پر کیئے جانے والے اعتراضات کے جوابات پر مشتمل

کتب و رسائل، آڈیو ویڈیو بیانات اور والپیپر حاصل کرنے کے لئے

تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

https://t.me/tehqiqat

پروف ریڈنگ

مفتی ممتاز احمد ربانی ایڈووکیٹ شریعہ ہائی کورٹ

عید میلاد النبی ﷺ کے شرعی جواز پر دلائل

ہمارے آقا حضور نورِ مجسم حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری اور بعثت سے تخلیق کائنات کے عظیم مقصد کی تکمیل ہوئی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے گذشتہ تمام انبیاء ومرسلین علیہم الصلاۃ والسلام سے یہ عہد لیا تھا کہ جب نبی آخرُ الزمان ﷺ اِس دنیا میں تشریف لائیں تو وہ اُن پر ایمان لائیں گے اور اُن کی ہر طرح سے مدد کریں گے۔ قرآن حکیم کی سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 81 میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اِس روزِ سعید کی عظمت اور شان وشوکت کا ذکر فرما رہا ہے۔ اہل ایمان سے یہ آیت مبارکہ نہایت غور وفکر کا تقاضا کرتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"وَاِذْاَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآئَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ط قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ط قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ط قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ o"

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے پختہ وعدہ لیا کہ قسم ہے تمہیں اُس کی جو دوں میں تم کو کتاب وحکمت سے پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تصدیق کرنے والا ہو اُن (کتابوں) کی جو تمہارے پاس ہیں تو تم ضرور ایمان لانا اُس پر اور ضرور ضرور مدد کرنا اُس کی (اس کے بعد) فرمایا: کیا تم نے اقرار کرلیا اور اُٹھالیا تم نے اس پر میرا بھاری ذمہ؟ سب نے عرض کیا: ہم نے اقرار کیا (اللہ نے) فرمایا: تو تم گواہ رہنا اور میں (بھی) تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

نامور سیرت نگار اور مفسر حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری علیہ الرحمہ نے تفسیر "ضیاء القرآن" کی جلد اوّل کے صفحہ 248 پر اس آیت مبارکہ کا مذکورہ بالا ترجمہ کرنے کے بعد اس کی تفسیر کے ضمن میں یہ اہم روایت درج کی ہے کہ "حضرت سیدنا علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے یہ پختہ وعدہ لیا کہ اگر اُس کی موجودگی میں سرورِ عالم وعالمیاں محمد رسول اللہ ﷺ دنیا میں تشریف لے آئیں تو اُس نبی پر لازم ہے کہ وہ حضور ﷺ کی رسالت پر ایمان لاکر آپ کی اُمت میں شمولیت کا شرف

حاصل کرے اور ہر طرح سے حضور ﷺ کے دین کی تائید و نصرت کرے اور تمام انبیاء کرام نے یہی عہد اپنی اپنی اُمتوں سے لیا‘‘۔

اسی میثاق کی وجہ سے تمام انبیاء سابقین علیہم السلام کو حضور نبی مکرم ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری کا انتظار رہتا تھا اور وہ تمنا کیا کرتے تھے کہ کاش اُنہیں حضور رحمتِ دو جہاں ﷺ کا اُمتی ہونے کا شرف حاصل ہو۔ وہ اپنی کتابوں میں موجود حضور پر نور ﷺ کی علامات اور نشانیاں اپنی اپنی قوم کو بتاتے رہتے تھے۔ وہ میلاد النبی ﷺ کی رات اور آپ ﷺ کے اسم مبارک احمد سے بھی اپنی اُمتوں کو مسلسل آگاہ کرتے رہتے تھے۔ اِس وجہ سے یہود و نصاریٰ کو نہ صرف اللہ تعالیٰ کے آخری رسول مکرم ﷺ کے میلادِ مبارک کی گھڑی سے پوری آگاہی تھی بلکہ وہ آپ کی تشریف آوری کا شدت سے انتظار بھی کیا کرتے تھے۔

ممتاز محدث و سیرت نگار محمد بن سعد بن منیع الہاشمی المعروف با بن سعد رحمۃ اللہ علیہ (178-230ھ) نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ’’الطبقات الکبریٰ‘‘ کی جلد اول کے صفحات 159-160 میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی یہ روایت درج کی ہے کہ قریظہ، نضیر، فدک اور خیبر کے یہودی نبی اکرم ﷺ کی علامات وصفات سے خوب آگاہ تھے اور مدینہ منورہ کے یہودی بھی آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے ہی آپ ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری اور نزول وحی کو بہت اچھی طرح سے جانتے تھے، چنانچہ جس روزِ سعید میں سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی ولادت با سعادت ہوئی اُس روز یہودی علماء ہر ایک سے کہہ رہے تھے کہ آج رات کو احمد (مرسل) پیدا ہو چکے ہیں کیونکہ آج رات وہ ستارہ طلوع ہو گیا ہے جس کا ذکر آپ ﷺ کی ولادت با سعادت کی نشانی کے طور پر ہماری کتاب میں آیا ہے۔ ابن سعد مزید کہتے ہیں کہ حضور نبی آخر الزمان ﷺ کی ولادت با سعادت کو یہودی فوراً ہی جان گئے تھے مگر آپ ﷺ سے بغض و حسد کی وجہ سے وہ کہتے تھے کہ یہ وہ نبی نہیں جن کی دنیا میں تشریف آوری سے اُنہیں آگاہ کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں یہودیوں کی اِس روش کی مذمت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:۔

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْهُمْ لَیَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ (البقرۃ:146) ترجمہ: جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ پہچانتے ہیں اُنہیں (محمد رسول اللہ ﷺ کو) جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔

اور بے شک اُن میں سے ایک گروہ جان بوجھ کر حق کو چھپاتا ہے''۔

یہی آیت اَبْنَآ ئَھُمْ کے کلمات تک دوبارہ سورۃ الانعام کی 20 ویں آیت کے طور پر قرآن حکیم میں آئی ہے یہاں پر مفسرقرآن حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری علیہ الرحمہ نے اس کی مزید وضاحت فرمائی ہے کہ

''اہل مکہ نے اہل کتاب سے بھی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے آپ ﷺ کے متعلق اپنی لاعلمی کا اظہار کیا۔ اس آیت میں اُن کا ردّ ہے کہ اُن کا انکار لاعلمی کی وجہ سے نہیں بلکہ ہٹ دھرمی اور عناد کی وجہ سے ہے ورنہ وہ ہمارے نبی ﷺ کو یوں پہچانتے ہیں جیسے اپنے بچوں کو پہچانتے ہیں۔ ہجرت کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے متعلق حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ (جو قبول اسلام سے پہلے یہودی تھے اور تورات کے بڑے ماہر تھے) سے پوچھا کہ تم حضور ﷺ کو کیسے پہچانتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ حضور ﷺ کے اوصاف وکمالات اور علامات ونشانات اتنی وضاحت سے ہماری کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں کہ جب ہم نے حضور ﷺ کو دیکھا تو یوں پہچان لیا جیسے ہم اپنے بچوں کو پہچان لیتے ہیں۔ آخر میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! میں تو اپنے بچے سے بھی زیادہ حضور ﷺ کو پہچانتا ہوں کیونکہ مجھے اپنے بچے کی ماں پر اتنا اعتماد نہیں جتنا اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی علامات پر ہے۔'' (ضیاء القرآن، جلد 1، صفحہ 543)

محدث وسیرت نگار ابن سعد رحمۃ اللہ نے موسیٰ بن یعقوب الزّمعی کی روایت سے سہل مولی عثیمہ کا یہ اہم واقعہ بیان کیا ہے کہ وہ اہلِ مریس میں سے ایک معروف عیسائی عالم تھا اور وہ انجیل پڑھتا رہتا تھا، اُس نے بیان کیا ہے کہ انجیل میں نبی آخرالزمان ﷺ کا ذکرِ خیر موجود ہے کہ وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوں گے اور اُن کا اسمِ مبارک احمد ہوگا۔ (الطبقات الکبریٰ، جلد 1، صفحہ 104)

اِن شواہد سے واضح ہوتا ہے کہ تمام انبیاء ومرسلین علیہم السلام ہزاروں سالوں سے اپنی اُمتوں کو فخرِ موجودات حضور نورِ مجسم ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری کے روزِ سعید سے آگاہ فرماتے رہے ہیں۔

اس لئے یہ مبارک دن جسے اہل ایمان عید میلاد النبی ﷺ کے طور پر مناتے ہیں، اس کی عظمت وافضلیت مذکورہ بالا دونوں آیات سے ثابت ہوتی ہے۔ یہ یہود ونصاریٰ کا شیوہ ہے کہ اس دن کی اہمیت کو کم کیا جائے جبکہ ایمان والوں کو اس ایک یوم ولادت مصطفےٰ ﷺ کی وجہ سے باقی تمام نعمتیں عطا ہوئی ہیں۔ حضور نبیٔ رحمت ﷺ دنیا میں تشریف لائے تو بعثت ہوئی، بعثت ہوئی تو قرآن حکیم نازل ہوا۔ قرآن نازل ہوا تو اس کی تفسیر اور وضاحت احادیث مبارکہ سے ہوئی۔ حضور ﷺ تشریف لائے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی مبارک جماعت وجود میں آئی۔ سیرت طیبہ قرآن فہمی کا اساسی ذریعہ بنی، آپ ﷺ کی تشریف آوری سے کفر وبت پرستی کی جگہ انسانیت اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت کی لذت سے آشنا ہوئی۔ سینکڑوں صدیوں سے ظلم ونا انصافی اور جہالت وگمراہی میں بھٹکتی انسانیت کو صراطِ مستقیم نصیب ہوئی۔ حضور اکرم ﷺ تشریف لائے تو سیدنا آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تشنۂ تکمیل رہنے والا دین اپنے کمال کو پہنچا۔ یہ اور دیگر بے شمار نعمتیں جس خاتم النّبیین ﷺ کی تشریف آوری کی وجہ سے حاصل ہوئیں' اُس کا یوم ولادت منانا اِن سب نعمتوں کا شکر ادا کرنے کا درجہ رکھتا ہے کیونکہ سب نعمتوں کا منبع و سرچشمہ ہمارے آقا علیہ الصلاۃ والسلام کی اِس دنیا میں تشریف آوری ہے جس کی بشارتیں تمام انبیاء علیہم السلام دیتے رہے ہیں۔

خود سید الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء اپنی ولادت باسعادت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے ہر سوموار کو روزہ رکھتے تھے۔ ''صحیح مسلم'' کی حدیث نمبر 2750 اور سنن اَبی داوٗد کی حدیث نمبر 2426 سنتِ مطہرہ سے میلاد النبی ﷺ منانے پر ناقابل تردید دلیل ہے۔ حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر سوموار کو روزہ رکھتے ہیں' اس کی وجہ جاننے کے لئے آپ ﷺ سے سوال کیا گیا تو حضور نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اِس مبارک دن میں میں پیدا ہوا اور اِسی دن مجھ پر قرآن نازل ہوا۔ حدیث مبارک کے ایمان افروز کلمات ملاحظہ فرمائیے:

''عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عنہُ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ الاثْنَیْنِ؟ فَقَالَ : فِیْہِ وُلِدْتُ وَفِیْہِ اُنْزِلَ عَلَیَّ''۔

اپنے آقا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے ساتھ دل وجان سے محبت کرنے والوں کیلئے

عید میلاد النبی ﷺ منانے کے شرعی جواز پر یہ حدیث مبارک اور اسوۂ حسنہ اطمینانِ قلب کے لئے کافی دلیل اور محبت ہے کہ ہمارے آقا علیہ الصلاۃ والسلام خود اپنا یوم ولادت روزہ رکھ کر اور اس نعمت پر شکر کر کے منایا کرتے تھے۔ اسی لئے عید میلاد النبی ﷺ منانا اتباع سنت ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے آقا حضور نبی اکرم ﷺ کے ہر عمل مبارک اور ہر دلربا ادا کو حرزِ جان بناتے تھے۔ اُنہی کے ذریعے ہمیں قرآن حکیم، احادیث مبارکہ اور سیرت طیبہ کے مبارک واقعات معلوم ہوئے ہیں۔ اس حدیث مبارک کے الفاظ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جستجو و اشتیاق کو ظاہر کر رہے ہیں کہ وہ حضور نبی اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے دیگر پہلوؤں کی طرح ہر سوموار کو روزہ رکھنے کے سبب سے بھی آگاہ ہونا چاہتے تھے تا کہ حضور ﷺ کے اس معمول مبارک پر بھی عمل پیرا ہو سکیں۔ کیونکہ وہ اس ارشاد باری تعالیٰ کی وجہ سے بھی ہر سوموار کو روزہ رکھنا اُسوۂ حسنہ پر عمل کا تقاضا جانتے تھے کہ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورۃ الاحزاب: 21)

(بلاشبہ تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں بہترین نمونہ عمل ہے) پھر یہ کیسے تصور کیا جا سکتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم میلاد النبی ﷺ نہیں مناتے تھے۔ بلکہ وہ ہم کمزور مسلمانوں کی طرح ہر سال صرف ماہِ ربیع الاول میں میلاد منانے کے بجائے ہر سوموار کو روزہ رکھ کر حضور رحمت دو جہاں ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کرتے تھے۔ ہمیں کوئی روایت ایسی بھی نہیں ملی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے آقا ﷺ کی اس سنت پر عمل نہ کیا ہو یا انہوں نے حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کو شکر الٰہی کا موقع نہ جانا ہو۔ ایسا سوچنا بھی محال ہے کیونکہ وہ ہم سے زیادہ قرآن حکیم کی اس آیت اور اس کے تقاضوں سے آگاہ تھے۔ ارشاد ربانی ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (سورۃ آل عمران: 164)

ترجمہ: (یقیناً بڑا احسان فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جب اُس نے اُن میں ایک رسول اُنہیں میں سے بھیجا جو اُن پر اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھتا ہے اور اُنہیں پاک کرتا ہے اور اُنہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے، اگرچہ وہ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں تھے)

اس انتہائی معنیٰ خیز آیت مبارکہ میں صاف طور پر جتلایا گیا ہے کہ اہلِ ایمان پر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا احسان عظیم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس واطہر ہے۔ اسی آیت مبارکہ میں کتاب وحکمت (یعنی سنت مبارکہ) وغیرہ جن انعامات ربانی کا ذکرِ خیر آیا ہے' وہ سب اسی نعمت عظمٰی کی بدولت حاصل ہوئے ہیں۔ حافظ الحدیث شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد القسطلانیؒ (851-923ھ) ''المواهب اللدنیة'' میں حضرت عبدالمطلب کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں: '' وُلِدَ لِي اللَّيْلَةَ مَعَ الصُّبْحِ مَوْلُوْدٌ '' آج کی رات جب صبح میں ڈھل رہی تھی تو میرا بیٹا (پوتا) پیدا ہوا۔ یہ ذکر کرنے کے بعد امام قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ جس رات کو حضور نبی مکرم ﷺ کی ولادتِ باسعادت ہوئی وہ رات تین وجوہ سے لیلۃ القدر سے بھی افضل ہے:۔

☆ پہلی وجہ یہ ہے کہ ولادتِ باسعادت کی رات نبی اکرم ﷺ کے ظہور یعنی اس دنیا میں جلوہ افروز ہونے کی رات ہے جبکہ لیلۃ القدر آپ ﷺ کے لئے ایک تحفہ اور عطائے ربانی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کو اس رات کی وجہ سے شرف وعظمت نہیں ملی بلکہ اس رات کو حضور ﷺ کی وجہ سے قدر ومنزلت حاصل ہوئی اور اس میں کوئی اختلافِ آراء نہیں اِس بنیاد پر ولادتِ باسعادت کی رات لیلۃ القدر سے افضل ہے۔

☆ دوسری وجہ یہ ہے کہ لیلۃ القدر کو اس میں فرشتوں کے نزول کی وجہ سے قدر ومنزلت حاصل ہوئی جبکہ میلاد مصطفیٰ ﷺ کی رات کو حضور سید المرسلین علیہ الصلاۃ والسلام کا ظہور قدسی ہوا۔ جس ہستی سے میلاد کی رات کو شرف بخشا گیا' وہ افضل ہے اُن فرشتوں سے جن سے لیلۃ القدر کو شرف عطا ہوا اس پر جمہور اہلسنت کا اجماع ہے۔ لہٰذا میلاد النبی ﷺ کی رات لیلۃ القدر سے افضل ہے۔

☆ تیسری وجہ یہ ہے کہ لیلۃ القدر کی فضیلت صرف اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام کے ساتھ خاص ہے جبکہ میلاد شریف کی رات کی فضیلت ساری موجودات کے لئے ہے کیونکہ آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے تو حضور ﷺ کی وجہ سے یہ نعمتِ رحمت تمام مخلوقات کے لئے ہے اس وجہ سے میلاد النبی ﷺ کی رات کی برکتیں لیلۃ القدر سے زیادہ اور عام ہیں اس سے بھی معلوم ہوتا ہے

کہ میلاد النبی ﷺ کی رات لیلۃ القدر سے افضل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الرحمٰن میں اپنی نہایت اہم نعمتوں کا ذکر بڑے ایمان افروز انداز میں فرمایا ہے اور اکتیس (31) بار اِن آیات کا اختتام اس آیت مبارکہ پر کیا ہے۔ "فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ" تو (اے انسانو اور جنو!) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ قرآن حکیم نے بے شمار مواقع پر انعامات ربانی کا شکر ادا نہ کرنے پر عذاب الٰہی سے ڈرایا ہے۔ اپنی بے شمار نعمتوں میں سے صرف نبی اکرم ﷺ کی صورت میں اپنی عظیم ترین نعمت پر ہی رب العزت نے "لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ۔۔۔ الخ والا اسلوب اختیار فرمایا ہے۔ یہ اس حقیقت کا اظہار ہے کہ خاصہ خاصانِ رُسُل احمد مرسل ﷺ کا یوم ولادت سب نعمتوں سے بڑی نعمت عطا ہونے کا روزِ سعید ہے یہ دن ہر اعتبار سے تقاضا کرتا ہے کہ اسے عید میلاد النبی ﷺ کے طور پر منایا جائے۔ اسے نظر انداز کر کے کفرانِ نعمت نہ کیا جائے کفران نعمت کی روش ترک کرنے کے لئے ہی اللہ تبارک وتعالیٰ نے صرف سورۃ الرحمٰن میں انسانوں اور جنوں کو اکتیس بار۔ "فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ" فرما کر تنبیہ فرمائی ہے۔ کیونکہ یہی دو مکلّف انواع ہیں۔ نوع انسانی اور نوع جن۔ انہی کو عقل عیار انکار اور ناشکری پر اُبھارتی اور دلیل و معجزات طلب کرنے پر اُکساتی ہے۔ باقی سب مخلوقات اپنے رب کریم کی تسبیح و تمجید میں ہر لحظہ مشغول رہتی ہیں۔ مگر انسان بڑا حضرت ہے اپنے خالق و مالک اللہ سبحانہ' وتعالیٰ کی عظیم ترین نعمت (سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ) عطا فرمائے جانے پر بھی شکر سے انکار کر دیتا ہے' دلیل مانگتا ہے کہ آخر کیوں شکر کروں، حیرت ہے اُن اہل عقل پر جو سیرت کانفرنس تو کرتے ہیں مگر صاحب سیرت (ﷺ) کی عید میلاد النبی ﷺ کو بدعت قرار دیتے ہیں کہ یہ عہد نبوی میں نہیں منایا گیا۔ وہ تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد کے نعرے تو لگاتے ہیں مگر خاتم النّبیین (ﷺ) زندہ باد کو شرک قرار دیتے ہیں۔ وہ ہر سال بڑے اہتمام سے مسجدوں میں چراغاں کر کے جشن نزول قرآن تو مناتے ہیں مگر حامل قرآن کی دنیا میں تشریف آوری کے جشن یعنی عید میلاد النبی ﷺ کے نام سے ہی تلملا اُٹھتے ہیں۔ معراج النبی (ﷺ) کانفرنس بڑے شوق سے کرتے ہیں مگر صاحبِ معراج کے ذکرِ جمیل کا موقعہ آتا ہے تو زبان اور قلم دونوں خشک ہو جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنہیں عید میلاد النبی ﷺ منانے کے لئے کسی شرعی دلیل کا انتظار نہیں

بلکہ اُن کا مسئلہ اس کے علاوہ کچھ اور ہے۔ اس کے شرعی جواز کے لئے تو اِس حدیث مبارک سے بھی اطمینان قلب حاصل ہو سکتا ہے۔

امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی رحمہٗ اللہ (202-275ھ) نے ''سنن اَبی داوٗد'' کے باب ''فِیْ صَوْمِ یَوْمِ عَاشُوْرَاءَ'' میں حدیث نمبر 2444 یوں درج فرمائی ہے ''عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ الْمَدِیْنَۃَ وَجَدَ الْیَھُوْدَ یَصُوْمُوْنَ عَاشُوْرَاءَ، فَسُئِلُوْا عَنْ ذٰلِکَ فَقَالُوْا: ھُوَ الْیَوْمُ الَّذِیْ أَظْھَرَ اللّٰہُ فِیْہِ مُوْسٰی عَلٰی فِرْعَوْنَ وَنَحْنُ نَصُوْمُہٗ تَعْظِیْماً لَہٗ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: نَحْنُ أَوْلٰی بِمُوْسٰی مِنْکُمْ وَأَمَرَ بِصِیَامِہٖ''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا جب نبی اکرم ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے یہودیوں کو عاشورہ (۱۰ محرم الحرام) کو روزہ رکھتے ہوئے پایا۔ اُن سے اِس کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون پر غلبہ وفتح سے نوازا تھا اور ہم اُس دن کی تعظیم کے طور پر اس دن روزہ رکھتے ہیں۔ یہ جواب سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم موسیٰ علیہ السلام کے تم سے زیادہ حقدار ہیں اور حضور ﷺ نے اس روز روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔

یہی حدیث مبارک الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور مسند احمد بن حنبلؒ میں بھی آئی ہے۔ یہاں یہ واضح ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کے فرعون سے نجات پانے کی خوشی اور اس پر اللہ تعالیٰ کے شکر کے طور پر یوم عاشورہ کو خود بھی روزہ رکھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اس دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔

اہل ایمان خوب سمجھتے ہیں کہ اگر ایک فرعون پر غلبہ وفتح اور اُس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نجات پانے کی خوشی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا یہ عالم ہے تو جس روزِ سعید میں وہ خاتم النبیین سید المرسلین ﷺ اس بزم عالم میں رونق افروز ہوئے جنہوں نے سارے کفر وشرک کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکا اور نورِ ہدایت سے اس دنیا کو قیامت تک کے لئے منور فرما دیا، وہ روزِ سعید، وہ عید میلاد النبی ﷺ خوشیوں، شادمانیوں، اور شکرِ الٰہی کے ہم سے کیا کیا تقاضے کرتا ہے۔ عید میلاد النبی ﷺ کی ہر تقریب سعید کا آغاز دنیا بھر کے اہل

ایمان تلاوت قرآن حکیم سے کرتے ہیں کہ یہ بھی حمدِ باری تعالیٰ کا ایک مبارک انداز ہے ، پھر حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کے ایمان افروز واقعات بیان کرتے ہیں اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے محبوب ومقبول رسول ﷺ کی بارگاہِ اقدس واطہر میں مدحت ونعت کے گلہائے عقیدت پیش کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ احادیث اور سیرتِ طیبہ کی انتہائی معتبر کتابوں میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مبارک اعمال کے طور پر بیان ہوئے ہیں۔ ایک سوبیس (120) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نعتیہ اشعار تاریخ شعر وادب کا حصہ ہیں۔ اُن پر فتویٰ لگانے کا شوق پورا کرنے کا تو حوصلہ کسی میں نہیں ہوتا مگر وہ اہل ایمان جو آج انہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کے حضور نعت کے نذرانے پیش کرتے ہیں، اُن کو اہلِ فتویٰ بخشنے کو تیار نہیں۔ اس سے بھی واضح ہوتا ہے کہ اِن حضرات کو شرعی جواز کا مسئلہ نہیں بلکہ ان کا مسئلہ کچھ اور ہی ہے۔

سیرتِ طیبہ کی اکثر کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ چھٹی صدی ہجری سے اب تک دنیا بھر کے اہل اسلام عید میلاد النبی ﷺ موجودہ انداز وطریقہ سے منا رہے ہیں لیکن اس سے پہلے یہ روزِ سعید اس طرح منائے جانے کی مثال نہیں ملتی۔ اِن کتابوں کے مطابق سب سے پہلے اربل کے بادشاہ الملک المظفر ابوسعید (م 630ھ) نے اس کا آغاز کیا تھا۔ ان کتابوں میں اُس کی جانب سے عید میلاد النبی ﷺ کی سالانہ تقریبات میں انواع واقسام کے کھانے کھلانے اور فیاضیوں کا تذکرہ کبھی تحسین کے انداز میں اور کچھ کتابوں میں بدعت کے طور پر آیا ہے مگر اس جانب شاید ہی کسی نے توجہ کی ہو کہ یہ سرکاری اور حکومتی سطح پر جشنِ عید میلاد النبی ﷺ منائے جانے کے آغاز کا تاریخی حوالہ وثبوت ہے۔ انفرادی سطح پر مذکورہ صدر حدیثِ مبارک "فِيهِ وُلِدْتُ وَفِيهِ اُنْزِلَ عَلَيَّ" سننے کے بعد سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم ہر سوموار کو روزہ رکھ کر عید میلاد النبی ﷺ مناتے رہے ہیں اور اُن فیاض ہستیوں کی وجہ سے ہی بعد میں آنے والے مسلمانوں میں اس مبارک دن فیاضی کا جوہر آیا ہے کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم ہی قرآن حکیم کی سورہ یونس کی آیت نمبر 58 کے بھی اولین مخاطب تھے۔ ارشادِ ربانی ہے۔ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَخَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ ترجمہ: اے حبیب! آپ فرمائیے اللہ کا فضل اور اُس کی رحمت سے اور پس چاہیے کہ اس پر خوشی منائیں یہ بہتر ہے اُن تمام چیزوں سے جن

کو وہ جمع کرتے ہیں۔

ممتاز سیرت نگار حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں کہ ''اس آیت کریمہ میں حکم دیا جارہا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا فضل اور اُس کی رحمت ہو تو منہ بسور کر نہ بیٹھ جایا کرو، اپنی ہانڈیوں کو اوندھا نہ کردیا کرو۔ جو چراغ جل رہا ہے، اُس کو بھی نہ بجھا دیا کرو کیونکہ یہ اظہارِ تشکر نہیں بلکہ کفرانِ نعمت ہے۔ ایسا نہ کرو بلکہ ''فَلْیَفْرَحُوْا'' خوشی اور مسرت کا مظاہرہ کیا کرو۔ (ضیاء النبی ﷺ، جلد2، صفحہ 46)

معروف محدث و سیرت نگار ابو الفتح محمد بن محمد بن سید الناس الیعمری رحمہ اللہ (م734ھ) سیرت نبویہ پر اپنی شہرہ آفاق کتاب ''عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر'' میں لکھتے هیں که محدث ابو عبدالرحمن بقي بن مخلد رحمه الله (م276ھ) نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے:۔ ''أَنَّ اِبْلِیْسَ لَعَنَهُ اللّٰهُ رَنَّ اَرْبَعَ رَنَّاتٍ: رَنَّةً حِیْنَ لُعِنَ، رَنَّةً حِیْنَ اُهْبِطَ وَرَنَّةً حِیْنَ وُلِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، وَرَنَّةً حِیْنَ أُنْزِلَتْ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ'' (جلد1، صفحہ82)

یعنی ابلیس اپنی پوری عمر میں چار مرتبہ چیخ مار کر رویا۔ پہلی بار جب اللہ تعالیٰ نے اُس پر لعنت و پھٹکار بھیجی، دوسری بار وہ اُس وقت چیخ مار کر رویا جب اُس کو اوپر سے نیچے دھکیلا گیا، تیسری مرتبہ وہ اُس وقت چیخ مار کر رویا جب خاتم النّبیین محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادتِ باسعادت ہوئی، چوتھی بار اُس وقت وہ چیخ مار کر رویا جب سورۃ فاتحہ نازل ہوئی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عید میلاد النبی ﷺ پر خوشیاں ہی منانی چاہیں' حضور نبی اکرم ﷺ کی اس دنیا میں تشریف آوری پر اور حضور ﷺ کا اُمتی ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ یہی خوش بختی کی دلیل ہے۔ اس روزِ سعید کے آنے پر تلملانا' ناک منہ چڑھانا اور چیخ و پکار کرنا شیطان کا شیوہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو اپنے عظیم ترین احسان میلادِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء پر شکر کا حق ادا کرنے کی سعادتوں سے بہرہ ور فرمائے۔

صلیّ اللّٰهُ تعالیٰ علیه وآلِه وصَحْبِه وبارک وسلّم.

شائع کردہ مرکزی انجمن عاشقان رسول ﷺ اسلام آباد پاکستان
جامع مسجد نعیمیہ انوارِ حبیب G-10/3 گلی نمبر 6 اسلام آباد
صدر قاری انور حسین نعیمی
جنرل سیکرٹری ساجد محمود قادری